Al-Azhār

Volume 9, Issue 1 (Jan-june, 2023)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/20

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/446

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.8044103

Title Analytical Study of Compilation Methods of Books Written on A’rāb al-Ḥadīth

Author (s): Dr. Yasir Farooq; Dr. Ikram Ul-Haq; Muhammad Farooq Iqbal

Received on: 26 January, 2023

Accepted on: 27 March, 2023

Published on: 25 June, 2023

Citation: Dr. Yasir Farooq; Dr. Ikram Ul-Haq; Muhammad Farooq Iqbal , “Analytical Study of Compilation Methods of Books Written on A’rāb al-Ḥadīth:,” Al-Azhār: 9 No.1 (2023): 35-56

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

اعراب الحدیث پر لکھی گئی کتب کے مناہج تالیف کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Compilation Methods of Books Written on A'rāb al-Ḥadīth

DOI: 10.5281/zenodo.8044103

***Dr. Yasir Farooq**
****Dr. Ikram Ul-Haq**
*****Muhammad Farooq Iqbal***

Abstract

In this article, an introductory and research review of three books related to A'rāb al-Ḥadīth has been presented. Each of these books is unique in its importance and usefulness. The author of the first book A'rāb al-Ḥadīth al-Nabawi is Abu Al-Biqa' al-Akbarī, who has made A'rāb al-Ḥadīth as the main topic, i.e. put A'rābs on difficult words for the ease of students of Ḥadīth. The author of the second book, Shawahid al-Tawzīḥ wal-Ṣaḥīḥ Li-mushkalāt al-Jaam' al- Ṣaḥīḥ, is Ibn Mālik, who has selected 99 texts from Ṣaḥīḥ Bukhārī and interpreted them syntactically. The purpose of this work is to give the correct style to some difficult aḥādīth that are against the rules of syntax. The third book is the 'Uqūd al-Zuburjad 'alā Musnad al-Imām Aḥmad, which is written by Jalāluddīn Suyutī. He himself has raised a question regarding the selection book that I have chosen Musnad Imām-e-A'zam for two reasons. The first reason is that this book was the only one left in terms of annotations because of its large volume and not being circulated among students like other ḥadīth books. These suspensions were replaced by writing it. The second reason for its selection is that it is comprehensive for the aḥadīth discussed on the A'rābs.

Keywords: *Ḥadīth, Punctuation, Abu al-biqā', Ibn-e-Malik, Jalāluddīn syouti, A'rāb.*

....

**Lecturer, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan. yfarooq@gudgk.edu.pk, 0092 332 4518 131*
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Al-Hamd Islamic University, Islamabad, Pakistan.
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan,

تعارف موضوع

قدیم زمانے میں عربی حروف پر نقطے اور نقطے نہیں ہوتے تھے۔ بعد کے زمانے میں رسم الخط کی ترقی کے ساتھ ساتھ قرآن، حدیث اور دیگر عربی کتابوں میں اوقاف اور عربی الفاظ شامل کیے گئے۔ رسم الخط کی ترقی کے ساتھ ساتھ قرآن، حدیث اور دیگر عربی کتابوں میں اعراب کا اضافہ کیا گیا۔ احادیث زیادہ تر پہلی تین صدیوں (AD900-630) میں بیان اور تدوین کی گئیں۔ اس دور میں رسم الخط اس حد تک تیار نہیں ہو سکا تھا کہ کسی لفظ کو صرف کتاب میں دیکھ کر صحیح پڑھا جاسکے۔ اس معاملے پر قابو پانے کے لیے بہت سے مشہور علماء جیسے ابو البقاء، ابن مالک اور جلال الدین سیوطی نے وقت کی ضرورت پوری کرنے کے لیے قیمتی کتابیں مثلاً اعراب الحدیث النبوی، شواہد التوضیح والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح اور عقود الزبرجد وغیرہ لکھیں۔ ان میں سے ہر کتاب کی اپنی اہمیت اور انفرادیت ہے۔ ذیل میں اس حوالہ سے تین مشہور کتبِ اعراب الحدیث کا تفصیلی تعارف اور اسلوبیاتی مطالعہ پیش کیا جارہا ہے؛

اعراب الحدیث النبوی از ابو لبقاء عکبری:

مصنف کا اسمِ گرامی ابو البقاء عبد اللہ بن حسین بن عبد اللہ عکبری ہے۔ ان کی پیدائش ۵۳۸ھ کو بغداد میں ہوئی، انہیں فقہ، بلاغت، حساب، الجبرا، قراتِ شاذہ۔ نحو اور اعراب القرآن پر مکمل عبور حاصل تھا۔ نحو اور لغت میں ان کی آرا اہلِ علم کے ہاں نہ صرف متداول ہیں بلکہ کبار نحاۃ نے ان کی آرا کو اپنی تحقیقات میں بطورِ استشہاد کے پیش کیا ہے۔ انہوں نے مختلف مشائخ سے کسبِ فیض کیا۔ نحو ابن خشابؒ سے اور عربی یحی بن نجاح سے پڑھی، اور روایات ابو الحسن بطائحی سے اور حدیث ابو الفتح بطی اور ابو زرعہ مقدسیؒ سے سنی۔ قاضی ابو یعلی فراء کی صحبت میں رہ کر مذہب حنبلی میں مہارت حاصل کی۔ ابو البقاء انتہائی متقی اور متواضع انسان تھے۔ ۶۱۶ھ میں ان کی بغداد میں وفات ہوئی۔ [1]

کتاب کا نام و نسبت:

یہ کتاب بہت معروف ہے۔ تمام کتبِ تراجم اور طبقات میں اس کا ذکر موجود ہے۔ چاہے وہ صفدی کی نکت الھمیان ہو یا ابن خلکان کی وفیات العیان ہو، ابن عماد کی شذرات الذھب، یافعی کی مرآۃ الجنان، علامہ سیوطی کی بغیۃ الوعاۃ، زرکلی کی اعلام ہو یا بروکمان کی تاریخ الادب العربی سبھی میں اس کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔ کتاب

کی نسبت کو دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اعراب الحدیث النبوی ابو البقاء کی تصنیف ہے، انہوں نے اعراب الحدیث میں ایک مسئلہ ذکر کیا ہے[2]۔ انما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء[3] اور وہ اس مسئلے میں اکیلے ہیں۔ اگر ان کی بعض آراء نظرِ عمیق سے دیکھا جائے تو اعراب الحدیث کے نظائر ان کی دوسری تصنیف التبیان فی اعراب القران میں موجود ہیں۔ بغیر شک کے یہ بات کھل کو سامنے آجاتی ہے کہ اس کتاب کی نسبت ان کی طرف درست ہے۔ مثلاً اعراب الحدیث النبوی میں انہوں نے ایک مسئلہ ذکر کیا ہے کہ من کا دخول کوفیوں کے نزدیک غایتِ زمان کی ابتدا کے لیے ہے اور اکثر بصریین اس کا انکار کرتے ہیں اور میرے نزدیک اقوی مذہب کوفیوں کا ہے۔ انہوں اس مسئلے کو آیت: لمسجد أسس علی التقوی من أول یوم[4] کے تحت مدلل بیان کیا ہے۔[5] اور بھی مثالیں ذکر کی ہیں جس سے کتاب کی نسبت کا واضح ثبوت ملتا ہے۔[6]

مقصدِ تالیف:

ابو البقاءؒ نے کتاب کے مقدمہ میں دو محرکات ذکر کیے۔ ایک مقصد تو یہ ہے کہ علوم حدیث کے طلبہ نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں ان کے لیے ایک مختصر کتاب لکھو جس میں احادیث مبارکہ کے مشکل الفاظ کو بیان کرو۔ اور دوسرا سبب یہ تھا کہ بعض رواۃ جن سے غلطیاں واقع ہوئی ہیں ان کا جواب دیا جائے۔ کیوں کہ رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ ان غلطیوں سے بری ہیں۔[7]

کتاب کے موضوعات:

ابو البقاء نے اپنی کتاب (اعراب الحدیث النبوی) میں بنیادی موضوع اعراب کو بنایا ہے یعنی مشکل الفاظ پر طلبہِ حدیث کی آسانی کے لیے اعراب لگادیے۔ جو الفاظ قواعدِ عامہ کے مخالف ہوں جن کو نحاۃ نے مقرر کیا ہے۔ کسی صورت میں خطا کی نسبت راوی کی طرف متعذر ہو تو روایت کی جو صحیح وجہ ہو وہ بیان کردی۔ کتاب کے موضوع کو اعراب تک محدود نہیں کیا بلکہ اس میں بہت سارے علم الصرف اور لغت کے مسائل کے پہلو بہ پہلو قرات، بعض روایات پر نقد اور قبائل کی لغات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔[8]

کتاب کے مطبوعہ اور مخطوطہ نسخے:

کتاب اعراب الحدیث النبوی مطبوعہ اور محقق ہے۔ محقق کے پیشِ نظر چار نسخے تھے، جن میں سے تین نسخے دارالکتب ظاہریہ دمشق میں موجود ہیں، اور چوتھا نسخے کی فوٹوکاپی دارالکتب مصریہ میں رکھی ہے۔ کچھ نسخے ان

کے علاوہ بھی ہیں جن تک محقق کی رسائی نہ سکی۔ پہلا نسخہ بھی دارالکتب ظاہریہ میں موجود ہے، محقق کا کہنا ہے کہ یہ کامل نسخہ ہے جو مجموعی طور پر ۱۱۴اوراق پر مشتمل ہے، پہلے ورقے پر کتاب کا عنوان اور مصنف کا نام ہے۔ تمام ابواب جلی حروف سے لکھے گئے ہیں، حاشیے کی جگہ چھوڑدی گئی ہے، نسخہ کے آخر میں اجل علماء کی سماعات مرقوم ہیں۔ اس نسخہ کو محمد بن احمد بن ابی عیسیٰ انصاری میورقیؒ نے لکھا اور وہ ۷۳۲ھ میں اس سے فارغ ہوئے۔

دوسرانسخہ بھی دارالکتب ظاہریہ (دمشق) میں موجود ہے جو۹۷اوراق پر مشتمل ہے۔ حدیث کے متون اور جملوں کا آغاز سرخ روشنائی سے ہے اور اعراب کے لیے سیاہ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔ پہلے ورقے پر صرف چند چیزوں کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں، ایک نام محمد شافعی(۹۷۵ھ)اور کتاب کا نام اعراب الحدیث النبوی موجود ہے، اس نسخے کا تب کا نام نعیم بن محمد(۹۰۷ھ) بھی لکھا ہوا ہے۔

تیسرا مخطوطہ دارالکتب مصریہ میں موجود ہے، اس پر بھی کتاب اور مصنف کا نام درج ہے، یہ نسخہ پہلے دو نسخوں کے سوائے چند مقامات کے موافق ہے۔ اسے ۸۳۳ھ میں احمد بن محمد بن ابراہیم قلیلی شافعی نے لکھا۔ چوتھا مخطوطہ دارالکتب ظاہریہ میں موجود ہے، کتاب کا مجموعہ ۲۰۳ اوراق پر مشتمل ہے، اس نسخے کا مقدمہ باقی نسخوں سے کلی طور پر مختلف ہے، اس میں احادیث کی درجہ بندی کی گئی ہے، سب سے پہلے صحیحین پھر مسند احمد پھر ترمذی اس کے بعد سنن ابی داود پھر موطا امام مالک کی احادیث ذکر کی گئی ہیں۔ ان کے بعد باقی سنن کی احادیث کو بیان کیا گیا ہے۔[9]

محقق نے جن نسخوں پر اعتماد کیا ہے ان کے علاوہ بھی دو جدید نسخے ہیں، ان میں سے ایک نسخہ دارالکتب مصریہ میں ۵۰۳ نمبر کے تحت موجود ہے۔ اس پر بھی مصنف کا ناہے اور یہ نسخہ عمر بن عبدالسلام مدنی صاحب(تحفۃ الدھر فی اعیان المدینہ من اھل العصر) کے خط ساتھ ہے، اس پر ملکیت کی قید عثمان بن عبدالسلامؒ کی ہے۔ صفحہ کے آخر میں اتمام لکھا ہے کہ یہ نسخہ حضرت عمر بن خطابؓ کے ہاتھ پر ۱۱۶۲ھ میں مکمل ہوا۔ اس نسخہ میں ابواب کے عنوان اور مسانید اور جملوں کی ابتدا میں سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے، یہ نسخہ حروفِ معجم کے مطابق مرتب کیا گیا ہے۔ اس کا مقدمہ پہلے تین نسخوں کے مقدموں کے مطابق ہے جن پر محقق نے اعتماد کیا اور چوتھے سے مختلف ہے۔

کتاب کا منہج:

کتاب اعراب الحدیث النبوی ابولبقاء عکبری کے دروس پر مبنی ہے جو وہ اپنے طلبہ کو دیا کرتے تھے، یہ غیر مرتب اور غیر منقسم سکل میں تھی۔ کوئی تلمیذ (جامع السانید) لابن الجوزی پڑھتا تو شیخ بقدر ضرورت تفصیل بیان کر دیتے، طلبہ اسے لکھ لیتے۔ ابو البقاء کا طرز یہ ہے کہ وہ حدیث کی لغوی تحقیق پیش کرتے ہیں، وہ کلمات کو معاجم اللغہ کے طرز پر ضبط کرنے کا پورا اہتمام کرتے ہیں۔ حدیث کی لغوی تحقیق کے ثبوت کے لیے قرآن سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ راوی کے لغوی سہو کو دور کرنے کے لیے دوسری روایت کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں، الفاظ کی نحوی درستگی کے لیے اشعار سے بھی شواہد پیش کرتے ہیں۔ بعض اوقات حدیث کی تخریج بھی کرتے ہیں، جہاں نحوی مسائل میں اختلاف ہو جائے وہاں کوفی مذہب کو ترجیح دیتے ہیں، مختلف علوم میں یدِ طولیٰ ہونے کی وجہ سے وہ قبائل کی لغات اور مختلف قراتوں کا بھی حوالہ دیتے ہیں۔

کتاب کی امتیازی خصوصیات میں ایجاز، تیسیر اور تعبیر میں باریک بینی ہے، جب وہ کسی حدیث کو لیتے ہیں تو اس کی نحوی ترکیب بیان ضرور بیان کرتے ہیں۔[10] مثلاً حدیث شریف: فما فرحوا بشیء فرحھم بہ) ابولبقاء کہتے ہیں کہ یہ منصوب تقدیر عبارت کی وجہ سے ہے اصل میں عبارت یوں ہے (فرحوا فرحاً مثلی فرحھم) مصدر اور صفت کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا۔ حدیث شریف (انی اعطیت امی حدیقۃ حیاتھا) یعنی مدۃ حیاتھا، ظرف کو حذف کر کے حیاتھا کو منصوب کر دیا۔ مصنف نے کلمات کو لغوی اعتبار سے منضبط کرنے کا بہت اہتمام کیا ہے۔ جیسے حدیث میں (۔۔۔ ایام اکل وشرب) شرب میں تین توجیہات ہیں، سب سے زیادہ فصیح شین کے فتح سے وہ مصدر ہے جیسے اکل، شین کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ دو لغتیں ہوں گی مصدر میں بھی ۔ قرآن میں تینوں طرح سے مستعمل ہے، (فشٰربون شرب الھیم)۔ حدیث مبارکہ میں قرآن کے جمع کے بارے میں آتا ہے (۔۔ انہ کان یمل علیھم القرآن) ابو البقاء فرماتے ہیں کہ یا مضمومہ ہے اسکی ماضی امل ہے اور قرآن میں اسی طرح ہے (اولا یستطیع ان یمل)[11] دوسری لغت میں املی یملی بھی قرآن میں آتا ہے (فھی تملیٰ علیہ)[12]

مصنف کے مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ مقروہ نسخوں میں تصحیح کرنا اور راویوں سے روایت میں جو سہو منقول ہے اس کو درست کرنا۔ مثال کے طور حدیثِ غار میں وارد ہے (حتی یستیقظان) حالاں کہ مسند میں یہ ن کی

تبقیت کے ساتھ موجود ہے اسی طرح ایک اور حدیث میں الف موجود ہے جبکہ مسند کی روایت میں بغیر الف کے ہے(۔۔ ھل تدری فیما تنتطحان)۔حدیث جبیربن مطعم(انما بنوھاشم وبنوالمطلب شیئا واحدا) مصنف فرماتے ہیں کہ اس میں ایک روایت نصب کے ساتھ ہے جو راوی خطا ہے، چونکہ رفع کی صورت میں بنو خبر ہے۔اور بھی بہت سارے مقامات منصوصہ میں راوی سے سھو ہوا ہے جیسے حدیث میں ارشاد ہے(لھذا عند اللہ اخیر یوم القیامۃ) ابو البقا فرماتے ہیں کہ لفظ اخیر سے مراد خیر ہے جو تفضیل کے لیے ہے جیسے زید خیر من عمرو، تو لازمی طور پر یہاں راوی سے سہو ہوا ہے درست خیر ہے۔۔حدیث ابوجمعه (تغدینامع رسول اللہ ﷺ ومعنا ابوعبیدة بن الجراح فقال: یارسول اللہ احدخیرمنا؟)۔امام عکبری کہتے ہیں کہ تقدیر عبارت ھل احد یا احد؟ تھی، ظہور معنی کے لیے ہمزہ استفہام کو حذف کر دیا گیا جیسے شاعر کا قول؛

ثم قالوا: تحبها، قلت بهرا　　　عدد القطر والحصى والتراب، يعنى اتحبها

حدیث عائشہ میں (یالیتنی فیھا جذعا) ایک روایت میں جذع ہے کیونکہ وہ لیت کی خبر ہے اس لیے کہ فیھا کو خبر بنا قلت فائدہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔اسی طرح شعر میں ہے

یالیتنی فیھا جذع　　　احب فیھا واضع

ابو البقاء بعض اوقات کسی روایت کی تخریج نہیں پاتے تو تصریح کر دیتے ہیں جیسے حذیفہ بن اسید کی روایت میں ہے(حتی ترون) یہاں پر ن کے علاوہ کوئی وجہ نہیں اس لیے کہ حتی بمعنی الی ان ہے۔[13]

جن آراء میں نحاۃ کے مابین اختلاف ہو تو مصنف کوفیوں کی رائے اختیار کرتے ہیں جیسے لفظ من کوفیوں کے نزدیک غایت زمان کی ابتدا کے لیے آتا ہے، حدیث (ھذا اول طعام اکلہ ابوک من ثلاثۃ ایام) بطور دلیل ارشاد باری (لَّمَسۡجِدٌ أُسِّسَ عَلَى ٱلتَّقۡوَىٰ مِنۡ أَوَّلِ يَوۡمٍ)[14]۔ کبھی آرا میں اختلاف ہوتا ہے لیکن ترجیح نہیں دی جاتی جیسے حدیث (ان کان رسول اللہ ﷺ لیبعثہ: یہ لام اصل میں عوضی ہے اصل میں انہ کان تھا یہ بصریوں کی رائے ہے۔کوفی کہتے ہیں ان بمعنی ما ہے اور لام الا کے معنی میں ہے اس کی مثال قرآن پاک سے (وَإِن كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ)[15]

ابو البقاءؒ کا یہ مزاج ہے کہ وہ قبائل کی لغات اور قرات سے دلیل پیش کرتے ہیں۔انہوں نے لغت حارث سے استدلال کیا۔حارث کی لغت میں مثنی کا الف علامتِ رفع نہیں ہوتا ب، اسی وجہ سے وہ ہر حال میں الف کے

ساتھ تثنیہ لاتے ہیں جیسے حدٰث شریف میں آتا ہے (ایاکم وھاتان الکعبتان الموسومتان اللتان یزجران زجراً فانھما میسر العرب)۔ اسی طرح لغت بنی تیم میں ماکو لیس والا عمل دیا جاتا ہے جیسے حدیث ابوہریرۃؓ (ما احد احوج منی) احد مرفوع ہے ما کا اسم ہونے کی وجہ سے۔ ابن کثیر کی قرات سے استدلال کیا (انہ من یتقی ویصبر) اس میں یا کو ثابت رکھا گیا ہے اسے سے الف کو ثابت رکھنے پر استدلال جیسے حدیث میں (ان تعبد اللہ کانک تراہ، فانک ان لاتراہ فانہ یراک) ترا میں الف کو باقی رکھا گیا ہے۔[16]

کتاب کی اہمیت:

یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو خصوصاً اعراب الحدیث پر تفصیل کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ اس کتاب سے علامہ عکبری کے زمانے میں حدیث کی تعلیم کے بارے بھی پتہ چلتا ہے کہ حدیث کے علم میں کتنا عمق تھا۔ جہاں اس کتاب میں احادیث کے بعض مشکل اعراب کو بیان کیا گیا ہے وہیں نحو کے مسائل کو منصوص کر دیا گیا۔ چونکہ اس کتاب میں جامع المسانید لابن الجوزی کو بنیاد بنایا گیا ہے تو اس کی وساطت سے ہمیں ایسی بہت ساری احادیث معلوم ہوئی ہیں جو باقی جامع المسانید کے ذریعے نہیں پہنچیں۔[17]

شواہد التوضیح والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح از ابن مالکؒ (۶۷۲ھ):

ذیل میں کتاب شواہد التوضیح والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح کے منہج تالیف کے تجزیاتی مطالعہ کی کوشش کی گئی ہے۔ جس میں درج ذیل عنوانات زیرِ بحث ہیں؛

مصنف کا تعارف:

مورخین نے ابن مالک کے معاملے میں بہت زیادہ اختلاف کیا، انہیں نام سے لے کر قبر تک کی تعیین میں درست سمت نہ مل سکی، چنانچہ ان کے بارے مین دو قول ہیں لیکن ان میں سے راجح قول کے مطابق ان کا نام: ابوعبد اللہ جمال الدین محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ ابن مالک الطائی الجیانی الشافعی النحوی ہے۔[18] ابن مالکؒ سے ان کی وجہ شہرت مورخین کا طویل سلسہ نسب ذکر نہ کرنا ہے۔ آپ کی وفات شعبان المعظم کی 21 تاریخ کو دمشق میں ہوئی۔ آپ کی عمر تقریبا 72 سال تھی۔ ابن کثیرؒ نے آپ کی وفات 12 رمضان المبارک 672ھ ذکر کی ہے۔ البتہ اکثر مؤرخین کے نزدیک یہ درست نہیں ہے کیونکہ حلب اور دمشق کے مؤرخین نے آپ کا ماہ وفات شعبان نقل کیا ہے۔ ابن مالکؒ کی تدفین قاضی عزالدین الصائغ کے قبرستان میں کی گئی۔ ان کے

فقہی مذہب کے بارے میں دو آراء ہیں، ایک رائے کے مطابق جب وہ اندلس میں تھے اس وقت مالکی مذہب کے پیروکار تھے پھر جب شام کا سفر کیا تو یہاں مذہب شافعی کے رائج ہونے کی وجہ سے اسے قبول کر لیا۔ شیخ محمد بن علی موسوی نے ان کی بعض عبارات کی وجہ سے ان کی طرف اعتزال کی نسبت کی ہے لیکن یہ ضعیف ہے۔

شافعی المسلک:

اولاً ان کا تعلق مالکی مذہب سے تھا، بعد ازاں دمشق میں انہوں نے شافعی مزہب کو اختیار کیا اور پھر اسی پر عمل پیرا رہے۔ ابن العماد حنبلی اور امام نووی نے اس کی تصدیق کی ہے کہ شہر حلب اور حماۃ میں قیام کے دوران شافعی المسلک ہی تھے۔ یہ نقطہ قابل غور ہے کہ ابن مالک کا زمانہ ساتویں صدی ہجری کا ہے اور تیسری صدی ہجری سے نوویں تک کے زمانہ میں حلب اور اس کے مضافات کے علاقے میں فقہ شافعی عروج پر تھا۔ جبکہ اندلس کے مؤرخین علماء وفقہاء مالکی مذہب پر کاربند تھے۔[19]

علمی احوال:

آپ کے معروف اساتذہ میں ابو المظفر ابو الحسن ثابت بن الخیار، ابو عبد اللہ محمد بن مالک المرشانی ابو رزین بن ثابت بن محمد بن یوسف بن الخیار الکلاعی النبلی اور ابو العباس احمد بن نُوار شامل ہیں۔ ان میں سے اکثریت کا تعلق اندلس سے تھا۔ بعد ازاں آپ دمشق چلے گئے اور واں امام نووی، ابن یعیش، ابو علی الشلوبین اور ابن الحاجب جیسے عربی دانوں سے استفادہ کیا۔ دمشق میں حدیث کا علم مکرم اور ابو الحسن بن السخاوی سے حاصل کیا جبکہ امام نووی سے شرح صحیح مسلم روایت کی۔[20]

تالیف کا مقصد:

اس کتاب میں ابن مالکؒ نے صحیح بخاری میں سے 99 عبارتیں منتخب کرتے ہوئے ان کی نحوی تشریح کی ہے۔ اس تصنیف کا مقصد ایسی بعض احادیث مشکلہ کو صحیح اسلوب عطا کرنا ہے جو نحوی قواعد کے مخالف ہیں، اس مقصد کے لیے صرف مجلسی توجیہات پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ جن دلائل، شواہد اور نظائر کی ضرورت تھی ان کو بھی بیان کر دیا گیا ہے۔[21]

کتاب کا نسخہ:

کتاب کا یہ نسخہ ۱۹۵۷ء میں فواد عبد الباقی کی تحقیق کا ساتھ مکتبہ دار العروبہ سے شائع ہوا۔ اس کے محقق کا کہنا ہے کہ میں نے یہ کتاب پہلی طبع میں لی تھی اور اسے الہ آباد ہندوستان سے ۱۳۱۹ھ میں طبع کیا تھا، انہوں جو قدیم نسخہ لیا تھا وہ ۱۰۷۰ھ میں لکھا گیا جسے شیخ محمد محی الدین جعفری نے تصحیح کے ساتھ شائع کیا تھا۔ مصحح کا کہنا ہے کہ میں نے جس نسخہ کو بنیاد بنایا ہے وہ پرانا ہونے کے ساتھ سقم زدہ ہے۔ اتفاق سے مجھے دوسرا نسخہ بھی میسر آ گیا جو ۱۱۰۱ھ میں لکھا گیا اگرچہ وہ بھی غلطیوں سے محفوظ نہیں لیکن پھر بھی کافی محنت اور کتب کی مراجعت کے بعد تصحیح کی ہے۔[22]

مشمولات:

اس کتاب میں ان تمام نحوی اشکالات کو دور کیا گیا ہے جو صحیح بخاری میں وارد ہوتے ہیں اور جنہیں عربی قواعد کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اس کتاب میں ۷۱ بحثیں شامل کی گئی ہیں۔ کتاب کو نحوی ابواب کی ترتیب پر مرتب نہیں کیا گیا کیوں کہ اس کو مجالس کے اعتبار سے لکھا گیا ہے۔ علامہ یونینیؒ بخاری شریف پڑھتے جہاں کوئی مشکل پیش آتی وہاں ابن مالکؒ بھی شامل ہو جاتے اور بحث و توجیہات کا سلسلہ شروع ہو جاتا یوں ہر مجلس میں مختلف موضوعات پر بحث کی جاتی ان ابحاث کو قلم بند کر لیا جاتا۔

مصادر:

کتاب میں بہت ساری آرا ابن مالکؒ کی انفرادی نوعیت کی ہیں جنہیں ان سے پہلے کسی نے ذکر نہیں کیا، بعض آرا اپنے ساتھیوں کی لی ہیں اور بعض پر نقض بھی کیا ہے، ان میں مشہور نحاۃ علامہ سیبویہ، اخفش، ابن جنی، کسائی، ابن خروف وغیرہ ہیں، اس کے علاوہ قرات میں ان کے مصادر قرات کسائی، قرات حسن، قرات نافع اور قرات مجاہد وغیرہ کے حوالے دیے گئے ہیں۔

کتاب کا منہج:

اس کتاب منہج باقی اعراب الحدیث کی کتابوں سے کافی مختلف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بحث مختلف موضوعات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ایک باب کے تحت داخل نہیں ہے۔ مثلاً پہلی بحث میں تین مسائل پیش کیے گئے ہیں:

1. اول میں (یالیتنی) کے اعراب بارے میں بحث ہے۔
2. دوسری بحث میں (اذا اوراذا کو ایک دوسرے کی جگہ استعمال کے متعلق ہے۔
3. تیسری بحث میں (او مخرجی ھم) کی ترکیب کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے۔

اس کتاب میں مسائل کو مجلس کے اعتبار سے لکھا گیا ہے ایک مجلس میں جو بحث ہوئی اگرچہ اس میں مختلف نوعیت کے مسائل زیرِ بحث رہے انہیں اسی بحث کے تحت ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً پہلی بحث میں تین مسائل کا ذکر ہے، پہلا مسئلہ ندا کے باب سے متعلق ہے دوسرا مسئلہ ظرف کے باب سے ہے اور تیسرا مسئلہ عطف یا استفہام کے باب سے تعلق رکھتا ہے لیکن چونکہ یہ ایک مجلس میں موضوع بحث رہے لہذا انہیں ایک ہی جگہ بیان کیا گیا ہے۔ مصنف کے پیشِ نظر احادیث میں وارد تراکیب واسلوب کی اصلاح کو ثابت کرنا ہے بعض مقامات پر ان خطاوں کی بھی نشاندہی کرتے ہیں جو سیبویہ اور بصریوں جیسے نحویوں سے سرزد ہوئی ہیں۔ عام طور اس کتاب کے منہج کی تین اقسام بیان کی ہیں۔

احادیث مبارکہ سے استدلال:

ابن مالکؒ نحو، لغت اور تفسیر کے ساتھ حدیث کے بھی بہت بڑے عالم تھے، انہوں احادیث پر وارد غلطیوں کے دور کے امکانات کو بھی رفع کر دیا ہے۔ انہوں نے حدیث کو دوسرا مصدر قرآن کے بعد ثابت کیا اور نحو کے مسائل میں بھی احادیث سے استدلال کیا۔ ان کا شمار طبقاتِ شافعیہ میں ہوتا ہے[23] اور ان سے علامہ سیوطی نے بعض روایات کی ہیں۔ وہ غلطیوں کو دور کرنے کے بخاری شریف کی روایات سے استدلال محض تبرک کے لیے نہیں کرتے بلکہ یہ چیز ان کے ہاں ثابت ہوتی ہے پھر اس سے استدلال کرتے ہیں۔

احادیث کی تخریج وتعلیق کا اہتمام:

ابن مالکؒ احادیث کی تخریج کا بہت اہتمام کرتے ہیں وہ اپنے مسئلہ کے ثبوت کے لیے کبھی حدیث کا مصدر ذکر کرتے ہی جس سے انہوں نے حدیث کو لیا ہے، جیسے حدیث عائشہؓ جس کو جامع المسانید میں ذکر کیا گیا ہے[24]۔ اور کبھی روایت میں سے اکثر حدیث ذکر کرتے ہیں کیونکہ وہ اس کا شمار حدیث مشہورہ میں ہوتا ہے جیسے حدیث خبابؓ میں کیا ہے: فلم یترک الا نمرۃ کنا اذا اغطینا بھاراسہ خرجت رجلاہ، واذا غطی بھار جلیہ خرج راسہ، ابن مالکؒ فرماتے ہیں یہ حدیث مشہور ہے: اذا اغطینا رجلیہ خرج راسہ، اس میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن بعض معتمد

نسخوں میں (واذا غطی رجلیہ) اس میں اشکال ظاہر ہے۔ اور کبھی نص وارد کرتے ہیں کہ یہ حدیث ان حدیث میں سے ہے جن کو غرائب میں شمار کیا گیا ہے مثلاً حدیث عامر کے بارے کہا گیا ہے: ان کان رسول اللہ ﷺ یبعثنا ومالنا طعام، کی صحت بیان کرتے ہیں، اس کے ساتھ تعلیقات کا بھی پورا لحاظ کرتے ہیں۔ [25]

قراتِ قرانیہ کا اہتمام:

نحو کے ساتھ وہ قرات کے بھی امام تھے لہذا اپنے مسائل میں استشہاد کے طور پر مختلف قراتیں بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً قراۃ ابن کثیر اور ابی عمرو سے دلیل پکڑی ہے مستثنیٰ کے رفع الا کے بعد کلام تام موجب میں، جیسے حدیث شریف میں ہے: کل امتی معافی الا المجاھرون، قراۃ ابن کثیر اور ابی عمرو: ولا یلتفت منکم احد الا امر اتک انہ مصیبھا ما اصابھم، بضم التاء فی امر اتک۔ استشہاد حدیث: فان احد کم اذا صلی وھو ناعس، لا یدری لعلہ یستغفر فیسب نفسہ، اس میں مضارع پر رفع پڑھنا بھی جائز ہے یدری پر عطف کرتے ہوئے، اور نصب بھی جائز ہے لعل کا جواب ہونے کی وجہ سے اس لیے کہ وہ لیت کے مشابہ ہے۔ اور یہ ان قواعد میں سے ہے جو نحاۃ سے مخفی رہے۔ اس کے نصب پر قراۃ عاصم سے استشہاد پیش کیا: لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری، [26] یذکر پر نصب بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ قراۃ حفص میں (فاطلع الی الہ موسیٰ) فاطلع نصب کے ساتھ۔ [27]

قبائل کی لغات کا اہتمام:

مختلف قبائل کی لغات کو بھی بطور استشہاد ذکر کیا گیا ہے۔ ابن مالکؒ نے اپنی کتاب میں لغات قبائل کا بہت اہتمام کیا ہے اور انہوں نے اس کے ذریعے اعرابی توجیہات اور نحوی آراء پر خوب مدد لی۔ وہ لغت ربیعہ سے وقوف میں استشہاد کرتے ہیں تنوین منصوب کے سکون اور حذف پر بغیر بدل کے جیسا کہ اکثر عرب وقف کرتے ہیں مرفوع اور مجرور پر۔ یقینا ایسا حدیث کے مرفوع کلمہ کی توجیہات میں کیا گیا ہے جیسے حدیث شریف میں: انما کان منزل ینزلہ النبی ﷺ تعنی: المحصب، ابن مالکؒ نے اس پر اپنے قول کے ساتھ تعلیق پیش کی ہے کہ تنوین منصوب کو الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے اس لیے کہ اس کو تنوین حالت وقف میں الف کے ساتھ بدل جاتی ہے جانب وقف کی رعایت کی جاتی ہے جیسے انا کی تنوین کو الف کے ساتھ اور مسلمۃ کو ھا کے ساتھ وقف کے ثبوت کے لیے لکھا باقی رکھا جاتا ہے۔ انہوں نے قبائل کی لغات سے اس توجیہ پر استشہاد پیش کیے تو اس پر تین احادیث بھی بطورِ ثبوت ذکر کی ہیں۔ لغت سلیم میں قولی افعال کے اجراء میں شہادت دی ہے جو بغیر شرط کے

افعالِ ظنیہ کے قائم مقام ہوتے ہیں جیسے حدیث میں ہے: ما تقول ذلک یبقی من درنہ شیئاً، اور حدیث شریف میں ہے: البر تقولون بہن۔[28]

لغت حارث کے ساتھ تثنیہ کے الزام میں استشہاد کیا ہے اور اس الف کے جو ہمیشہ اس کے قائم مقام ہوتا ہے جیسے اسم مقصور۔ مثلاً اثنا عشر حدیث شریف میں: ففرقنا اثنا عشر رجلاً، باوجود اس کہ یہ ظاہر کا تقاضا کرتا ہے: ففرقنا اثنی عشر رجلاً، کیونکہ اثنا عشر نون اور الف سے حال ہے لیکن یہاں پر اسے لغت بنی حارث پر لایا گیا ہے اس لیے کہ یہ ان کے نزدیک قصور کی طرح ہے۔[29]

لغت قریش سے استدلال کیا ہے الف واواور ثم کے بعد لام امر کے سکون کے جواز پر۔ لغت تمیم سے استشہاد کیا ہے اسماء اور افعال میں عین مضمومہ کے سکون کے جواز پر۔[30]

سہولت اور آسانی کی طرف میلان کرنا:

شیخؒ کی یہ کتاب ایسی مثالوں سے پر ہے جو آسانی اور سہولت کی تائید کرتی ہیں۔ فا اور مبتدا کو جواب شرط سے اکٹھا حذف کرنا، ابن مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جن کو نحوی مخصوص بالضرورہ میں سے سمجھتے ہیں حالانکہ وہ مخصوص نہیں بلکہ اس کا استعمال شعر میں زیادہ ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کم ہوتا ہے، انہوں نے اپنی رائے پر بطور تائید قرآن، حدیث اور اشعار پیش کیے ہیں، ساتھ یہ کہنا بھی نہیں بھولے کہ جنہوں نے اس کے حذف کو شعر کے ساتھ خاص کیا وہ تحقیق کے راستے سے ہٹ گئے اور انہوں خواہ مخواہ ایسی جگہ تنگی کا مظاہرہ کیا۔ (اما) کے جواب میں مسئلہ فا کے حذف میں ابن مالکؒ نے ان نحویوں کی سخت مخالفت کی جو ایسے کے حذف کو شعر میں محصور کرتے ہیں۔ شعر کی مثال شاعر کے قول میں؛

"فاما القتال لا قتال لدیکم ولکن سیرا فی عراض المو کب"

اصل عبارت فلا قتال ہے ف کو وزن کی اقامت کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے۔[31] جو اس قول سے بے پرواہ ہیں ان کی مثال اللہ تعالیٰ کا فرمان: فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اسۡوَدَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ اَكَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ[32]

اب ان احادیث مبارکہ کو ذکر کر رہے ہیں جو اس قاعدے کے مخالف ہیں۔ پہلی حدیث: اما بعد ما بال رجال یشترطون شروطاً لیست فی کتاب اللہ، دوسری حدیث: اما موسیٰ کانی انظر الیہ اذ انحدر فی الوادی، تیسری حدیث: واما الذین جمعوا بین الحج والعمرۃ طافوا طوافاً واحداً، حدیث رابع: واما رسول اللہ ﷺ لم یول یومئذ۔[33]

یہاں سے ان امثلہ کو ذکر کیا جاتا ہے جن کو ابن مالکؒ نے اس منہج میں اختیار کیا پوری کتاب اب سے بھری پڑی ہے لیکن جدول میں بڑے نحاہ کوفیوں اور بصریوں کو ذکر کیا ہے۔

1. سیبویہ: نو مسائل میں ان کی موافقت اور پانچ میں مخالفت کی ہے۔
2. اخفش: سات مسائل میں موافقت اور مخالفت کسی شئ میں نہیں کی۔
3. فراء: تین مسائل میں موافقت کی اور دو میں مخالفت کی۔
4. زمحشری: ایک مسئلہ میں موافقت اور دو میں ان کی مخالفت کی۔
5. مبرد: تین مسائل میں ان کی موافقت کی اور مخالفت نہیں کی۔
6. کسائی: تین مسائل میں موافقت کی اور مخالفت کسی مسئلہ میں نہیں کی۔

قیاس سے استفادہ:

مصنف نے بہت سارے مقامات پر قیاس پر اعتماد کیا ہے۔ قیاس پر بھروسہ کرنے کے باوجود وہ سماع کو مقدم کرتے ہیں اگر سماع پایا جائے، اور ایسی مثالیں جو ان کے اس قول پر دلالت کرتی ہیں: عدد کا حکم ثلاثہ سے عشرہ تک تذکیر میں اور ثلاث سے عشر تک تانیث میں یہ مضاف ہوتے ہیں جموع قلت ستہ میں سے کسی ایک طرف ۔اور وہ جمع قلت یہ ہیں: افعل، افعال، فعلۃ، افعلہ، جمع بالاف والتا، اور جمع مذکر سالم۔ پھر کہتے ہیں کہ اگر معدود جمع قلت ہو اور اس کی اضافت جمع کثرت کی طرف ہو تو اسے قیاس نہیں کیا جائے گا۔ جیسے اللہ پاک کا فرمان: يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ، یہاں ثلاثہ کی نسبت قرو کی طرف کی گئی ہے اور وہ جمع کثرت ہے۔ ابن مالکؒ نے کئی مقامات پر قیاس پر بھروسہ کیا ہے۔[34]

منطقی اسلوب کو اختیار کرنا:

ابن مالکؒ کئی مقامات پر اپنے دلائل کو مضبوط کرنے کے لیے منطقی انداز اختیار کرتے ہیں۔ انہوں منطقی اسلوب کا سہارا وہاں پر بھی لیا ہے جہاں انہوں نے مانعین کی رائے کو کمزور ثابت کرنا تھا، جیسے ضمیر جر پر عطف بغیر اعادہ جار کے مانعین کو دو دلیلیں دیں[35]:

پہلی دلیل: ضمیر جر تنوین اور اس کے معاقب کے مشابہ ہے لہذا اس پر عطف جائز نہیں ہے جیسے تنوین پر عطف جائز نہیں ہے۔

دوسری دلیل: معطوف اور معطوف علیہ کا حق ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی جگہ حلول کیے ہوئے ہو اور ضمیر جر کا حلول صحیح نہیں ہوتا دوسرے کے محل میں اسی وجہ سے عطف بھی ممنوع ہے۔ مگر حرف جر کے اعادہ کے ساتھ جیسے: فقال لھا وللارض۔[36]

عقود الزبرجد علی مسندِ الامام احمدؒ از جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ):

اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ مسند امام احمد کی مشکل اور غریب احادیث کے اعراب پر مشتمل ہے۔ اس سلسلہ میں تصریحات درج ذیل ہیں؛

مصنف کا نام و نسبت:

امام جلال الدین سیوطیؒ محدث، مفسر، فقیہ اور تاریخ دان تھے۔ آپ کی کثیر تصانیف ہیں، آپ کی کتب کی تعداد 500 سے زائد ہے تفسیر جلالین اور تفسیر در منثور کے علاوہ قرآنیات پر الاتقان فی علوم القرآن میں کافی مقبول ہے اس کے علاوہ تاریخ اسلام پر تاریخ الخلفاء مشہور ہے۔[37]

تعلیمی سفر:

۸ سال کی عمر میں شیخ کمال الدین ابن الہمام حنفی کی خدمت میں رہ کر قرآن حفظ کیا۔ اس کے بعد شیخ شمس سیرامی اور شمس فرومانی حنفی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور ان دونوں حضرات سے بہت سی کتب پڑھیں۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ شہاب الدین الشار مسامی اور شیخ الاسلام عالم الدین بلقینی، علامہ شرف الدین النادی اور علامہ محی الدین کافیجی قابل ذکر ہیں۔ علامہ سیوطی کا یہ اشتغال علمی ۸۶۴ھ سے شروع ہوتا ہے، فقہ اور نحو کی کتب ایک جماعت شیوخ سے پڑھیں۔ علم فرائض شیخ شہاب الدین الشار مسامی سے پڑھا۔ ۸۶۶ھ کے آغاز میں ہی آپ کو عربی تدریس کی اجازت مل گئی اور اسی سال آپ نے سب سے پہلے شرح استعاذ اور شرح بسم اللہ تصنیف کی اور ان دونوں کتب پر آپ کے استاد خاص شیخ عالم الدین بلقینی نے تقریظ لکھی تھی۔ مختلف شیوخ سے علوم و فنون کی تکمیل کے بعد ۸۷۱ھ میں افتاء کا کام شروع کیا۔ ۸۷۲ھ میں آپ کو دورۃ حدیث کا شرف بھی حاصل ہو گیا۔[38]

کتاب کا نام اور نسبت:

مصنفؒ نے خود مقدمے میں کتاب کے دونام ذکر کیے ہیں، ایک نام: عقود الزبر جد علی مسند احمد، کیوں اعراب الحدیث کے لیے اسے خاص کیا۔ لیکن اس میں دس احادیث اس مسند کے علاوہ ہیں لہذا اس پر دوسرے نام کا اطلاق بھی کیا گیا ہے: عقود الزبر جد فی اعراب الحدیث۔ کتاب کی نسبت امام سیوطیؒ کی طرف یقینی ہے اس لیے کہ ان کی مولفات کی فہرست جو دارالکتب مصریہ میں محفوظ ہے اس کتاب کا نام بھی موجود ہے، اس کے علاوہ بھی ایسے شواہد و قرائن موجود ہیں جو اس کی نسبت صحت پر دلالت کرتے ہیں۔[39]

مقصدِ کتاب:

اعراب الحدیث پر کام امام سیوطیؒ سے پہلے کا ہو چکا تھا، لیکن اس میں کچھ چیزیں رہ گئیں تھیں اور اب نئے اضافات کی بھی ضرورت تھی، لہذا امام صاحبؒ نے اس کمی کو پورا کر دیا، انہوں نے خود انتخابِ کتاب کے حوالے سے سوال اٹھایا ہے کہ میں نے مسند امام اعظم کو دو وجہ سے منتخب کیا ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ تعلیقات کے اعتبار سے صرف یہ کتاب ہی باقی تھی کیوں کہ حجم کے بڑا ہونے اور طلبہ کے مابین متداول نہ ہونے کی وجہ سے جس طرح باقی کتبِاحادیث متداول ہیں۔ اس کو لکھ کر ان تعلیقات کا بدل بنا دیا گیا۔ دوسرا سبب اس کے انتخاب کا یہ ہے کہ جن احادیث کے اعراب پر گفتگو کی گئی یہ ان کو جامع ہے۔[40]

مخطوطہ نسخے:

پہلا نسخہ ورمزت لھا بالرمز (أ):

یہ نسخہ دارالکتب مصریہ میں نمبر ۹۲ کے تحت موجود ہے اور یہ سب سے قدیم ترین نسخہ شمار کیا جاتا ہے جسے مولف کی زندگی میں ہی ۸۰۸ھ میں لکھا گیا۔ یہ ۱۶۵ تختیوں پر مشتمل ہے اور ہر تختی دو صفحوں پر مبنی ہے، باریک خط سے لکھائی کی گئی ہے جس کی وجہ سے پڑھنے میں کافی مشکل ہے اس کے پہلے صفحہ پر کتاب اور مصنف کا نام درج ہے۔ اس پر الحاج ابراہیم پاشا کی ملکیت کی قید موجود ہے۔

دوسرا نسخہ: ورمزت لھا بالرمز (ب):

یہ نسخہ بھی دارالکتب مصریہ میں نمبر ۲۴۱۲۵ کے تحت موجود ہے یہ پہلے نسخے کا فوٹو ہے۔

تیسرا نسخہ بھی اسی کتب خانے میں نمبر (ب ١٩٦٩٦) کے تحت موجود ہے، اسے بھی پہلے نسخے سے نقل کیا گیا ہے اور تین بڑے اجزا میں تقسیم کیا گیا ہے۔

چوتھا نسخہ ورمزت لھا بالرمز (ج):

یہ نسخہ مکتبہ ایاصوفیا میں نمبر (٨٧٦) کے تحت موجود ہے، یہ نسخہ انتہائی نفیس ہے اور اسے مولف کے خط سے لکھا گیا ہے، اس کے پہلے صفحہ پر کتاب اور مصنف کا نام درج ہونے کے ساتھ دو آدمیوں محمد بن زین الدین شامی اور محمد بن عبدہ زین الدین شامی کی ملکیت کی قید موجود ہے۔ اور یہ چیز بھی واضح ہے کہ اسے سلطان محمود خان نے وقف کیا تھا۔

پانچواں نسخہ:

یہ نسخہ دارالکتب مصریہ میں موجود رقم ٧٥٧ کے تحت موجود ہے۔

مشمولات

یہ کتاب پندرہ رسائل پر مشتمل ہے جن میں پانچ خود مصنف کے ہیں اور باقی دوسرے علماء کے۔ رسالہ: ابن لب الغرناطی فی مسالۃ الباء ودخولھا علی مفعول بدل وابدل، اور رسالہ: ابن جنی فی اعراب حدیث ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ اور رسالہ ابن ہشام فی اعراب الغسل اور رسالہ ابن السید البطلیوسی فی حدیث: فیما سبقتِ السماء والعیون والبعل العشر، رسالہ سیوطی کرامۃ الاذن فی توجیہ لاھا الاذن اور رسالہ شیخ تقی الدین سبکی فی (لو) ودخول (ال) علیھا۔[41]

کتاب کے مصادر:

امام سیوطیؒ نے اپنی کتاب میں ان تمام آراء، تعلیقات اور توجیہات کو نص کے ساتھ ذکر کیا ہے جو اعراب الحدیث کے حوالے سے تھیں۔ انہوں نے صرف اعراب الحدیث کی کتب پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ تمام نحاۃ بصریوں، کوفیوں، اندلسیوں، بغدادیوں، مصریوں، محدثین اور فقہا ان آراء کو بھی موضوع بحث بنایا ہے جو مختلف کتب میں بکھری پڑی ہیں۔[42]

کتاب کا منہج:

امام سیوطیؒ نے کتاب کے شروع میں عمدہ مقدمہ قائم کیا، جس میں چند امور پر روشنی ڈالی جن میں کتاب لکھنے کے اسباب، اس موضوع پہ لکھی گئی سابقہ کتب کا تعارف اور کتاب کی اہمیت کو ذکر کیا ہے۔[43] انہوں نے کتاب کو حروف معجم کی ترتیب پر مرتب کیا، اس میں کچھ زائد احادیث بھی ذکر کیں ہیں لیکن وہ تخریج کے وقت کتب مشہورہ کا حوالہ ضرور دیتے ہیں۔ مقدمہ کے آخر میں فصل کے تحت ایک عنوان قائم کیا ہے جس میں مختلف نحاۃ کی آراء واقوال اور اسباب بیان کیے ہیں۔ ایک حدیث کی تائید میں متعدد روایات لاتے ہیں۔ نحوی توجیہ کے لیے معین روایات کو بطور استشہاد پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب میں نحوی آراء کی مدد سے فقہی یا اعتقادی مذہب میں دلیل بناتے ہیں۔ کسی مسئلہ میں تمام نحوی آراء کو ذکر کرتے ہیں جو اس مسئلہ سے متعلق ہوں۔ کسی مسئلہ میں کمزور آراء کی جگہ نئی آراء کو پیش کرتے ہیں۔ بڑے نحویوں سے جو چیز رہ گئی اس کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ بعض آراء میں سختی سے کام لیتے ہیں لیکن درست رائے کو ذکر کرنا نہیں بھولتے۔ ابتدا میں اپنی رائے کو پیش کرتے ہیں اور پھر اس کے شواہد میں دوسرے نحویوں کی آراء لاتے ہیں۔ ان کے منہج کا عمومی مزاج ہے کہ سابقہ تمام اہلِ علم کے اقوال کو بیان کیا جائے تاکہ مدلل موقف قاری کے سامنے آجائے۔[44]

امام سیوطیؒ کے کچھ عمومی ظواہر ایسے جو اس کتاب کے امتیازات میں اضافہ کرتے ہیں:

پہلا ظاہر: دقیق علمی امانت

امام سیوطیؒ کو اپنے اصحاب کی آراء کے اتباع کی شدید حرص ہے اور انہوں اس کو کتاب کے مقدمہ میں بھی ذکر کیا ہے، حدیث ابی ابن کعبؓ میں ففصنت عرقاًو کا نما انظر الی اللہ فرقا۔ امام سیوطیؒ نے ذکر کیا ہے کہ فرقا اور عرقا تمیز کی وجہ سے منصوب ہیں، پھر اس امام ابن مالک کی رائے کو جو شرح التسہیل میں آئی اسے لائے پھر زمخشری کا قول جو اس کے مطابق ہے، قاضی عیاض کا قول پھر طیبی کا قول جو شرح المشکاۃ میں اس کے مطابق ہے۔[45] امام سیوطیؒ نے ہمیشہ اس منہج کی حفاظت کی ہے یہاں تک کہ انہوں سبحان اللہ عدد خلقہ وزنۃ عرشہ والی حدیث میں زنۃ کا اعراب بتایا کہ یہ ظرف کی وجہ سے منصوب ہے جس پر جہلا نے ان کا مذاق اڑایا تو پھر انہوں اس پر مستقل ایک رسالہ اعراب الحدیث کے لیے تالیف کیا جس کا نام رفع السنہ فی نصب الزنۃ رکھا، اور کلمہ زنہ میں تمام کی آرا کو ذکر کر دیا۔[46]

دوسرا ظاہرہ: استقصا اور استیعاب

امام سیوطیؒ نے سابقہ تمام کتب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا تاکہ اس کتاب میں ان تمام امور کو زیر بحث لایا جائے جو پہلے کسی نے ذکر نہیں کیے یا جن کی ضرورت زیادہ ہے، تاکہ کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو سکے۔

خلاصہ بحث:

اس مقالہ میں عراب الحدیث پر مشتمل تین کتب کا تعارفی و تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر کتاب اپنی اہمیت و افادیت کے اعتبار سے منفرد ہے۔ پہلی کتاب اعراب الحدیث النبوی کے مولف ابو البقاء عکبری ہیں، یہ کتاب بہت معروف ہے۔ تمام کتبِ تراجم اور طبقات میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ابو البقاء نے اپنی کتاب :اعراب الحدیث النبوی میں بنیادی موضوع اعراب کو بنایا ہے یعنی مشکل الفاظ پر طلبہِ حدیث کی آسانی کے لیے اعراب لگا دیے۔ دوسری کتاب شواہد التوضیح والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح کے مؤلف ابن مالک ہیں جنہوں نے صحیح بخاری میں سے 99 عبارتیں منتخب کرتے ہوئے ان کی نحوی تشریح کی ہے۔ اس تصنیف کا مقصد ایسی بعض احادیث مشکلہ کو صحیح اسلوب عطا کرنا ہے جو نحوی قواعد کے مخالف ہیں، اس مقصد کے لیے صرف مجلسی توجیہات پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ جن دلائل، شواہد اور نظائر کی ضرورت تھی ان کو بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ تیسری کتاب عقود الزبرجد علی مسندِ الامام احمدؒ ہے جو جلال الدین سیوطیؒ کی تصنیف ہے۔ انہوں نے خود انتخابِ کتاب کے حوالے سے سوال اٹھایا ہے کہ میں نے مسند امام اعظم کو دو وجہ سے منتخب کیا ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ تعلیقات کے اعتبار سے صرف یہ کتاب ہی باقی تھی کیوں کہ حجم کے بڑا ہونے اور طلبہ کے مابین متداول نہ ہونے کی وجہ سے جس طرح باقی کتبِ احادیث متداول ہیں۔ اس کو لکھ کر ان تعلیقات کا بدل بنا دیا گیا۔ دوسرا سبب اس کے انتخاب کا یہ ہے کہ جن احادیث کے اعراب پر گفتگو کی گئی یہ ان کو جامع ہے۔

حوالہ جات

[1] أبي العباس، شمس الدين أحمد بن محمد ،ابن خلكان،وفيات الاعيان(بيروت ؛ دارالصادر،١۴٢٨)، ٢ : ٢٨٦

Abī al-ʻAbbās, Shams al-Dīn Aḥmad ibn Muḥammad, Ibn Khallikān, wafayāt al-aʻyān (Bayrūt ; dārālṣādr, ١۴٢٨), ٢ : ٢٨۶

[2] صلاح الدين خليل، نكت الهميان(قاہرہ: مکتبہ اسد -الحسینی): ١٧٩

Ṣalāḥ al-Dīn Khalīl, Nukat al-himyān (qāhrh ; Maktabah Asad-ālḥsyny) : 179

[3] ایضاً

Ibid

[4] ایضاً

Ibid

[5] أبي البقاء العكبري،التبيان فى اعراب القرآن(عيسى البابي الحلبي، ١٩٧٦ء) ، ٢ : ٦٦٠۔

Abī al-Baqāʼ al-ʻUkbarī, al-Tibyān fī Iʻrāb al-Qurʼān, (ʻĪsá al-Bābī al-Ḥalabī, ١٩٧۶'), ٢ : ۶۶٠ ۔

[6] حاجى خليفه ،كشف الظنون(مكتبة المثنى - بغداد)، ١ : ١٢٣۔

Ḥājjī Khalīfah, Kashf al-ẓunūn (Maktabat al-Muthanná-Baghdād), ١ : ١٢٣ ۔

[7] أبو البقاء العكبري، أبو البقاء العكبري، اعراب الحديث النبوى(دمشق، مجمع اللغة العربية)، ١۔

Abū al-Baqāʼ al-ʻUkbarī, Abū al-Baqāʼ al-ʻUkbarī, Iʻrāb al-ḥadīth al-Nabawī (Dimashq, Majmaʻ al-lughah al-ʻArabīyah), ١ ۔

[8] عبدالسلام ہارون، معجم شواهد العربية، ٩٦۔

Abdussalām Hārūn, Muʻjam shawāhid al-ʻArabīyah, 94 ۔

[9] دار الكتب المصرية، مخطوط نمبر ١٩١۔

Dār al-Kutub al-Misriyah, makhṭūṭ nmbr ١٩١ ۔

[10] أبو البقاء العكبري، اعراب الحديث النبوى، ٧٣، ١٠٨۔

Abū al-Baqāʼ al-ʻUkbarī, Iʻrāb al-ḥadīth al-Nabawī, ٧٣, ١٠٨ ۔

[11] القرآن، البقرہ:٢٨٢۔

al-Qurʼān, albqrh : ٢٨٢ ۔

[12] القرآن، الفرقان:۵۔

al-Qurʼān, al-Furqān : ۵ ۔

[13] أبو البقاء العكبري، اعراب الحديث النبوى، ٧٣، ۔

Abī al-Baqāʼ al-ʻUkbarī, al-Tibyān fī Iʻrāb al-Qurʼān,73 ۔

[14] القرآن، التوبہ : ١٢٩۔

15 القرآن، يس:۳۲۔

al-Qur'ān, Yāsīn : ۳۲ ۔

16 أبو البقاء العكبري، اعراب الحديث النبوى، ۱۲۱۔

Abī al-Baqā' al-ʿUkbarī, al-Tibyān fī Iʿrāb al-Qur'ān,121

17 ايضاً، ۱۹۹۔

Ibid, 199.

18 هداية المالك الى ترجمة مالك، مخطوط بدار الكتب المصرية، نمبر ۲۷۔

Hidāyat al-Mālik ilá tarjamat Mālik, makhṭūṭ bi-Dār al-Kutub al-Misriyah, nmbr 27 ۔

19 شہاب الدین ابو العباس ،نفح الطیب(علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی)، ۷ : ۲۵۷۔

Shihāb al-Dīn Abū al-ʿAbbās, Nafḥ al-Ṭayyib, (ʿAlī Karh, Muslim ywnywrsty), 7, 257 ۔

20 محمد بن محمد بن محمد علي بن الجزري،غاية النهاية في طبقات القراء ، ۲ : ۱۸۰۔

Muḥammad ibn Muḥammad ibn Muḥammad ʿAlī ibn al-Jazarī, ghāyh al-nihāyah fī Ṭabaqāt al-qurrā', ۲ : ۱۸۰ ۔

21 محمد بدر الدين بن أبي بكر بن عمر الدماميني،تعليق الفرائد، ۵۳۔

Muḥammad Badr al-Dīn ibn Abī Bakr ibn ʿUmar al-Damāmīnī, taʿlīq al-farā'id, ۵۳ ۔

22 ابن مالك نحوى،شواهد التوضيح ، ۲۱۸۔

Ibn Mālik Naḥwī, shawāhid al-Tawḍīḥ, 218۔

23 تاج الدين السبكي ،طبقات الشافعية(مكتبة الثقافة الدينية)، ۵ : ۳۸۔

Tāj al-Dīn al-Subkī, Ṭabaqāt al-Shāfiʿīyah (Maktabat al-Thaqāfah al-dīnīyah), ۵ : ۳۸ ۔

24 ابن مالك نحوى،شواهد التوضيح والتصحيح ، ۲۳۔

Ibn Mālik Naḥwī, shawāhid al-Tawḍīḥ wa al-taṣḥīḥ, 23 ۔

25 ايضاً ، ۵۱۔

Ibid,51

26 القرآن، عبس :۴۔

al-Qur'ān, ʿAbs : ۴ ۔

27 ابن مالك نحوى،شواهد التوضيح والتصحيح ، ۴۱ تا ۴۲۔

Ibn Mālik Naḥwī, shawāhid al-Tawḍīḥ wa al-taṣḥīḥ, 41- 42.

28 ايضاً ، ۱۵۰۔

Ibid,150

29 ايضاً ، ۳۸۔

Ibid,38

30 ایضاً ، ۳۴۔

Ibid,34

31 ایضاً ، ۱۳۳۔

Ibid,133

32 القرآن، آلِ عمران:۱۰۶۔

al-Qur'ān, ali ʿUmrān : ۱۰۶ ۔

33 ابن مالک نحوی،شواهد التوضيح والتصحيح ، ۱۳۴۔

Ibn Mālik Naḥwī, shawāhid al-Tawḍīḥ wa al-taṣḥīḥ, 134.

34 ایضاً ، ۹۹، ۱۰۰۔

Ibid,99-100

35 ابن مالک نحوی،شواهد التوضيح والتصحيح ، ۵۳۔

Ibn Mālik Naḥwī, shawāhid al-Tawḍīḥ wa al-taṣḥīḥ, 53.

36 القرآن، فصلت :۱۱۔

al-Qur'ān, Fuṣṣilat : ۱۱ ۔

37 ایضاً، ۱: ۴۴۱ ۔

Ibid,1:441

38 محمد ابوالفضل ابراهيم ،حسن المحاضرة(مصر:دار إحياء الكتب العربية)، ۱: ۴۴۴۔

Muḥammad abwālfḍl Ibrāhīm, Ḥasan almḥāḍrh (Miṣr : Dār Iḥyā' al-Kutub al-ʿArabīyah), ۱ : ۴۴۴ ۔

39 ایضاً، ۲۳۹۔

Ibid,239

40 مقدمة النسخة بدار الكتب المصرية، ۳۲۲۔

Muqaddimah al-nuskhah bi-Dār altb al-Misriyah, 322 ۔

41 عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطى (المدينة المنورة: مجلة الجامعة الإسلامية)عقود الزبرجد، مخطوط بدار الكتب، نمبر ، ۹۲ ۔

Abd al-Raḥmān ibn Abī Bakr, Jalāl al-Dīn al-Suyūṭī (al-Madīnah al-Munawwarah : Majallat al-Jāmiʿah al-Islāmīyah) ʿUqūd al-zabarjad, makhṭūṭ bi-Dār al-Kutub, nmbr, ۹۲ ۔

42 ایضاً، ۱ :۱۹۳۔

Ibid, 1; 193

43 ایضاً ، ۳۲۲۔

Ibid, 322

[44] ایضاً ، ۴ تا ۸۔

Ibid, 4-8

[45] ایضاً ، ۱ : ۳۷٦ ۔ ۳۸۹۔

Ibid,1; 376-389

[46] ایضاً ، ۱ : ۳۷۷۔

Ibid,1:377